اولاد کی ظاہری و باطنی تربیت

محمد شفیق الرحمٰن علوی

اہمیت.....انداز

بچے مستقبل میں قوم کے معمار ہوتے ہیں، اگر اُنہیں صحیح تربیت دی جائے تو اس کا مطلب ہے ایک اچھے اور مضبوط معاشرے کے لیے ایک صحیح بنیاد ڈال دی گئی۔ بچوں کی اچھی تربیت سے ایک مثالی معاشرہ اور قوم وجود میں آتی ہے، اس لیے کہ ایک اچھا پودا ہی مستقبل میں تناور درخت بن سکتا ہے۔

بچپن کی تربیت نقش کالحجر ہوتی ہے، بچپن میں ہی اگر بچہ کی صحیح دینی واخلاقی تربیت اور اصلاح کی جائے تو بلوغت کے بعد بھی وہ ان پر عمل پیرا رہے گا۔ اس کے برخلاف اگر درست طریقہ سے ان کی تربیت نہ کی گئی تو بلوغت کے بعد ان سے بھلائی کی زیادہ توقع نہیں کی جاسکتی، نیز بلوغت کے بعد وہ جن برے اخلاق واعمال کا مرتکب ہوگا، اس کے ذمہ دار اور قصور وار والدین ہی ہوں گے، جنہوں نے ابتدا سے ہی ان کی صحیح رہنمائی نہیں کی۔ نیز! اولاد کی اچھی اور دینی تربیت دنیا میں والدین کے لیے نیک نامی کا باعث اور آخرت میں کامیابی کا سبب ہے، جب کہ نافرمان وبے تربیت اولاد دنیا میں بھی والدین کے لیے وبالِ جان ہوگی اور آخرت میں بھی رسوائی کا سبب بنے گی۔

لفظِ ''تربیت'' ایک وسیع مفہوم رکھنے والا لفظ ہے، اس لفظ کے تحت افراد کی تربیت، خاندان کی تربیت، معاشرہ اور سوسائٹی کی تربیت، پھر ان قسموں میں بہت سی ذیلی اقسام داخل ہیں۔ ان سب اقسام کی تربیت کا اصل مقصد وغرض' عمدہ، پاکیزہ، بااخلاق اور باکردار معاشرہ کا قیام ہے۔ تربیتِ اولاد بھی اُنہیں اقسام میں سے ایک اہم قسم اور شاخ ہے۔

آسان الفاظ میں ''تربیت'' کی تعریف یوں کی جاسکتی ہے کہ: ''برے اخلاق وعادات اور غلط ماحول کو اچھے اخلاق وعادات اور ایک صالح، پاکیزہ ماحول سے تبدیل کرنے کا نام ''تربیت'' ہے۔''

تربیت کی دو قسمیں:

تربیت دو قسم کی ہوتی ہے: ۱:...... ظاہری تربیت، ۲:...... باطنی تربیت۔ ظاہری اعتبار سے تربیت میں اولاد کی ظاہری وضع قطع، لباس، کھانے، پینے، نشست وبرخاست، میل جول، اس کے

حدیث سے مناسب موقع پر حسبِ ضرورت مارنے کی اجازت معلوم ہوتی ہے۔

مارنے میں اس بات کا بھی خیال رکھا جائے کہ اس حد تک نہ مارا جائے کہ جسم پر مار کا نشان پڑ جائے۔ نیز جس وقت غصہ آرہا ہو، اس وقت بھی نہ مارا جائے، بلکہ بعد میں جب غصہ ٹھنڈا ہو جائے تو اس وقت مصنوعی غصہ ظاہر کرکے مارا جائے، کیونکہ طبعی غصہ کے وقت مارنے میں حد سے تجاوز کر جانے کا خطرہ ہوتا ہے اور مصنوعی غصہ میں یہ خطرہ نہیں ہوتا، مقصد بھی حاصل ہو جاتا ہے اور تجاوز بھی نہیں ہوتا۔

لڑکوں کو لڑکیوں پر ترجیح دینا گناہ ہے

اولاد اللہ تعالیٰ کی بیش بہا Ú اور تحفہ ہے، خواہ لڑکا ہو یا لڑکی۔ اSی تعلیمات کی رو سے بچوں پر رحم و . کے معاملہ میں مذکر ومؤنث میں کوئی تفریق نہیں ہے۔ جو والدین لڑکے کی بنسبت لڑکی سے امتیازی | ک کرتے ہیں، وہ جاہلیت کی پرانی برائی میں مبتلا ہیں، اس طرح کی سوچ اور عمل کا دین سے کوئی تعلق نہیں ہے، بلکہ دینی اعتبار سے تو اس پر J وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ لڑکی کو کمتر سمجھنے والا در | اللہ تعالیٰ کے اس فیصلے سے ناخوشی کا اظہار کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اُسے لڑکی دے کر کیا ہے، ایسے آدمی کو سمجھ ₵ چاہیے کہ وہ تو کیا پوری دنیا بھی مل کر اللہ تعالیٰ کے اس اٹل Œ کو تبدیل نہیں کر سکتی۔ یہ در | زمانۂ جاہلیت کی فرسودہ اور سوچ ہے، جس کو ختم کرنے کے لیے رحمۃ للعا = صلی اللہ علیہ وسلم نے والدین اور تربیت کرنے والوں کو لڑکیوں کے ساتھ اچھے برتاؤ اور ان کی ضروریات کا خیال رکھنے کی بار بار نصیحت کی۔

اولاد کے درمیان برابری اور عدل

ابوداؤد شریف میں حضرت ن بن بشیر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے:

''قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: اعدلوا بین أبنائکم اعدلوا بین أبنائکم اعدلوا بین أبنائکم''۔ (ابوداؤد، جلد: ۲، ص: ۱۴۴)

ترÀ: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی اولاد کے درمیان برابری کرو، اپنی اولاد کے درمیان برابری کرو، اپنی اولاد کے درمیان برابری کرو''۔

مطلب یہ ہے کہ ظاہری تقسیم کے اعتبار سے سب بچوں میں برابری کرنی چاہیے، کیونکہ اگر برابری نہ ہو تو بچوں کی دل شکنی ہوتی ہے۔ ہاں! فطری طور پر کسی بچے سے دلی طور پر زیادہ محبت ہو تو اس پر کوئی پکڑ نہیں، بشرطیکہ ظاہری طور پر برابری رکھے۔ حدیث میں تین بار مکرر برابری کی تاکید کی ہے جو اس کے واجب ہونے پر دلالت کرتی ہے، یعنی اولاد کے درمیان برابری کرنا واجب ہے، اور برابری نہ کرنا ظلم Ñ رہوگا۔ اور اس کا خیال نہ رکھنا اولاد میں احساسِ کمتری اور باغیانہ سوچ کو جنم دیتا ہے، جس کے بعد میں بہت بھیانک نتائج سامنے آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام » ن والدین کو اپنی اولاد سے متعلق ذمہ داریاں احسن طریقہ سے نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

www.banuri.edu.pk